حضرت سعید بن جبیرؒ

(ترجمہ از عبدالرحمٰن گوہڑوی)

شام سے ایک مجلہ "المسلمون" عربی ممالک کے مشہور محقق عالم استاد مصطفیٰ السباعی صاحب کی صدارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس میں دوسرے اصلاحی اور علمی مضامین کے علاوہ مع العارفین کے عنوان سے اسلاف کی اہم شخصیتوں کے سبق آموز واقعات کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ کے پرچے میں جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ کا تذکرہ ہے۔ عزیزم مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب گوہڑوی نے اس کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ امید ہے یہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ انشاءاللہ "رحیق" میں یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

وہ کون ہے جو سعید بن جبیر سے آشنا نہ ہو۔

سطور ذیل میں نہ تو ہمیں ان کی تاریخ بیان کرنا ہے۔ اور نہ ہی ان کی سیرت پر روشنی ڈالنا ہے۔ ——— یہ کام مورخین کا ہے اور انہی پر ہم چھوڑتے ہیں ——— بلکہ صرف ہم ان کی چند قابلِ اسوہ باتیں نقل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے علم وفضل کا بدلہ یہ دیا گیا کہ ان کو بڑی بے رحمی اور تنگ دلی سے قتل کر دیا گیا۔ صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ حامی امن و امان اور فتنہ کے قلع قمع کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کا قاتل ایک مسلمان حاکم تھا۔ جس کا نام ہے حجاج!

یہ محدث امین وہ بزرگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ صحابہ کرام حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بکثرت روایات کی ہیں۔

فقیہ اس پائے کے تھے کہ بڑے بڑے آئمہ علم فتوے طلب کرنے کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ حبرالامۃ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کی صوابدید پر کامل اعتماد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہل کوفہ فتوے دریافت کرنے کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ تو آپ فرماتے "کیا تم میں ابن ام الدھماء یعنی سعید بن جبیر موجود نہیں؟"

اتقاء و ورع کا یہ عالم تھا کہ ان کو دیکھنے والے پر ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ ان کی مبارک عادت یہ رہی کہ جس سے ملتے اسے نصیحت کرنا شروع کر دیتے۔ ہلال بن خباب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمیں سعید بن جبیر کے ساتھ ایک جنازہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے اپنی عادت کے مطابق راستے میں نصیحت کرنا شروع کر دی۔ اور وعظ و تذکیر کا یہ سلسلہ قبرستان اور وہاں سے واپسی تک برابر جاری رہا۔ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر میرے دل سے موت کی یاد نکل جائے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا دل خراب نہ ہو جائے"

ایک دفعہ ان سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ عابد کون ہے۔ جواب میں کہا "وہ شخص جو اپنے گناہوں سے پریشان ہو کر یہ خیال کرے کہ میری سب نیکیاں میرے گناہوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔"

فرمایا کرتے تھے "خشیت" یہ ہے آدمی اللہ سے اس قدر ڈرے کہ گناہ کرتے وقت اللہ تعالےٰ کا خوف اس کے اور اس کے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور "ذکر" کی حقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ جس نے اللہ کی فرمانبرداری سے روگردانی کی۔ چاہے وہ کتنا ہی تسبیح، تہلیل اور قرأت قرآن میں مشغول رہے اسے "ذاکر" (اللہ کی یاد رکھنے والا) نہیں کہا جاسکتا۔

حضرت سعید بن جبیر کی زبان پر ہر وقت اور ہر حالت میں ذیل کی دعا جاری رہتی تھی۔

اللھم انی اسألک صدق التوکل علیک وحسن الظن بک (الٰہی! میری طلب یہ ہے کہ تجھ پر سچا توکل اور تیرے ساتھ اچھا ظن حاصل ہو)

بصیرت اللہ تعالےٰ نے متعدد عطا فرمائی تھی کہ معانی قرآن اور تفسیری نکتے ان کو ہمیشہ مستحضر رہتے تھے۔ ایک دفعہ آیت کریمہ: فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنی پڑھی اور اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ:-

یعملون بالذنوب ویقولون سیغفر لنا (گناہ کئے جاتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں معاف کر دیا جائے گا)

وان یاتھم عرض مثلہ یاخذوہ کی تفسیر "ذنوب" سے کی۔

اللہ تبارک وتعالےٰ کے اس قول یا عبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعۃ۔

(اے ایمان والو میری زمین بہت فراخ اور وسیع ہے) کے بارے میں فرماتے ہیں اذا عمل فی الارض بالمعاصی فاخرجوا (یعنی جب کسی جگہ گناہوں کی کثرت ہو جائے تو وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ) اور نکتب ما قدموا واثارھم کی تفسیر "ما سنّوا" سے کرتے تھے یعنی انہوں نے بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے جو اچھا یا برا طریقہ جاری کیا ہم اسے لکھ لیتے ہیں"

یہ محدث، امین، عالم فقیہ، متقی و پرہیزگار اور غایت درجہ کی بصیرت رکھنے والے جوان ہی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں میں ممتاز اور متعارف تھے۔ ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی پنجۂ استبداد سے نجات نہ پا سکے بلکہ ان کی یہی خوبیاں ان کے سفاکانہ اور بے رحمانہ قتل کا باعث ہوگئیں۔ اور اسی طرح ان کی حصول شہادت کی وہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی جس کے لئے یہ اللہ تعالےٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔

جب حجاج کے سپاہی ان کے پاس آئے تو کہنے لگے "میں سمجھتا ہوں کہ میرے قتل کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ ایک دفعہ میں نے اور میرے دو ساتھیوں نے دعا و مناجات میں بڑی حلاوت اور لذت محسوس کی تھی۔ اس وقت ہم تینوں نے اللہ تعالےٰ سے شہادت کی دعا کی تھی۔ میرے وہ دونوں ساتھی شہادت کا بلند مقام حاصل کر چکے ہیں۔ اور میں اس کا انتظار کر رہا ہوں"

یہ سن کر حضرت سعید کا بیٹا رونے لگا۔ بولے تم کیوں روتے ہو؟ ستاون سال کی عمر کے بعد اب تمہارا باپ کب تک زندہ رہ سکتا ہے؟

شہادت کا قصہ مختصر یہ ہے کہ حجاج کے سپاہی انہیں اپنے ساتھ لے چلے۔ راستے میں انہوں نے بڑی بڑی عجیب باتیں دیکھیں۔ تو کہنے لگے۔ اے زمین پر بسنے والوں سے بہتر انسان! کاش کہ ہم آپ سے متعارف ہی نہ ہوتے اور نہ ہی آپ کی طرف بھیجے جاتے۔ اف! ہم کس قدر مصیبت میں پھنس گئے سعید! ہمارے لئے مالک حقیقی کے سامنے قیامت کے دن عذر بیان کرنا کہ ہم معذور تھے کیونکہ وہ سب سے بڑا جج اور عادل ہے۔ حضرت سعید نے کہا۔

اللہ تعالےٰ کے علم میں میرے لئے جو مقدر ہے میں اس پر راضی ہوں اور تمہیں معذور سمجھتا ہوں۔

یہ جواب سن کر وہ رونے لگے اور یہ کہتے ہوئے کہ ہمیں آپ جیسا آدمی کبھی نہیں ملے گا وعظ و نصیحت کی فرمائش کی۔ حضرت سعید نے ان کی درخواست منظور کی اور کارآمد نصیحتوں سے انہیں نوازا۔ آخرکار

جب رات ہوئی تو حجاج کے سپاہی سو گئے۔ اور حضرت سعید کو اپنے رب کی عبادت کے لئے اکیلا چھوڑ دیا۔ جب صبح صادق نمودار ہوئی تو حضرت سعید نے انہیں جگانے کے لئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ آپس میں کہنے لگے۔ واللہ! یہ قیدی سعید ہی ہیں۔ جو دروازہ پر دستک دے رہے ہیں۔ پھر وہ روتے ہوئے باہر آئے

جب حجاج کے پاس گئے تو اس نے پوچھا سعید بن جبیر کو لے آئے ہو۔ کہنے لگے جی ہاں! "تو پھر حاضر کرو" حجاج نے کہا۔ حضرت سعید اندر آئے۔ حجاج انہیں دیکھ کر بولا۔

حجاج :۔ تمہارا نام کیا ہے؟

سعید :۔ سعید بن جبیر۔

حجاج :۔ نہیں! نہیں بلکہ تم شقی بن کسیر ہو۔

سعید :۔ میری ماں تجھ سے میرے نام کو زیادہ جانتی ہے۔

حجاج :۔ تم اور تمہاری ماں دونوں بدبخت ہو۔

سعید :۔ تم غیب نہیں جانتے غیب جاننے والی کوئی دوسری ذات ہے۔

حجاج :۔ میں تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دوں گا۔

سعید :۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم ایسا کر سکتے ہو اور اس پر قادر ہو تو میں تمہیں اپنا معبود بنا لیتا۔

حجاج :۔ محمدؐ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

سعید :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتے ہو؟

حجاج :۔ ہاں انہیں کے متعلق پوچھتا ہوں۔

سعید :۔ آپ سید ولد آدم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں اور تمام اولین و آخرین سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔

حجاج :۔ ابوبکرؓ کے متعلق کیا رائے ہے؟

سعید :۔ وہ صدیق ہیں۔ انہوں نے عزت کی زندگی بسر کی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہے اس میں سرِ مو بھی تغیر و تبدل نہیں کیا۔

حجاج :۔ عمرؓ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

سعید: حضرت عمرؓ اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول کے پسندیدہ ساتھی ہیں۔ انہوں نے بھی عزت کی زندگی بسر کی اور اپنے دونوں ساتھیوں (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ) کے طریق میں بال برابر بھی تغیر و تبدل نہیں کیا۔

حجاج: عثمانؓ کو کیسا سمجھتے ہو؟

سعید: حضرت عثمان وہ ہیں جن کو ناحق قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے جنگ تبوک میں فوج کے لئے سامان تیار کیا۔ رفاہ عامہ کے لئے بئیر رومہ خرید کر اپنا گھر جنت میں بنا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔ اور رشتے وحی آسمان کے مطابق ہوئے۔

حجاج: علی کے متعلق کیا کہتے ہو؟

سعید: حضرت علیؓ وہ ہیں جو بچوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، حضرت فاطمہؓ کے سرتاج اور حسن و حسین کے باپ ہیں۔

حجاج: معاویہؓ کے حق میں تمہاری کیا رائے ہے؟

سعید: مجھے اتنی فرصت کہاں کہ تمام امت کے کاموں کا جائزہ لیتا پھروں۔

حجاج: میرے متعلق کیا خیال ہے؟

سعید: تم اپنے آپ کو زیادہ جانتے ہو۔

حجاج: اپنی قطعی رائے ظاہر کرو۔

سعید: اس سے خوش تو نہیں ہو گے بلکہ برا مانو گے۔

حجاج: (دوبارہ) ضرور بتایئے۔

سعید: معاف ہی کرو۔

حجاج: اگر میں معاف کر دوں تو خدا مجھے کبھی معاف نہ کرے۔

سعید: میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارا عمل سراسر کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ تم بعض ایسے کام کرتے ہو جس سے تمہارا مقصد دنیا میں دھاک بٹھانا ہوتا ہے۔ مگر وہ تمہیں برباد کر دیں گے۔ کل خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ تم خود ہی معلوم کر لو گے۔

حجاج: تم پر ہلاکت ہو۔

سعید :۔ ہلاکت اس شخص پر ہے جس کو جنت سے الگ کر کے دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

اس گفتگو کے بعد حجاج نے بہت سے ہیرے جواہرات سعید کے سامنے لاکر ڈھیر کر دیئے۔

حضرت سعید نے کہا اگر تم نے یہ زر و جواہر اس لئے جمع کئے ہیں کہ قیامت کے دن کی ہولناک گھبراہٹ کا فدیہ بن سکیں تو درست ہے۔ ورنہ قیامت کی ایک گھبراہٹ ہی ماں کو اپنے بچے سے غافل کر دے گی۔ دنیا کی خاطر جمع کئے ہوئے مال میں کچھ خیر و برکت نہیں۔ وہاں وہی کام آئے گا۔ جو کسبِ حلال سے حاصل ہو اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

حجاج :۔ (گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے) تم ہنستے کیوں نہیں ہو؟

سعید :۔ وہ کیسے ہنسے جس کی سرشت خاک ہے۔ اور خاک آگ کا ایندھن ہے۔

حجاج :۔ پھر ہم کیوں ہنستے ہیں؟

سعید :۔ تمام دل ایک سے نہیں ہیں۔

حجاج : (غصہ میں آکر) واللہ! میں تمہیں ایسے طریقے سے قتل کروں گا۔ کہ اس طریقہ سے نہ تم سے پہلے کسی کو قتل کیا ہے اور نہ تمہارے بعد کسی کو قتل کروں گا۔

سعید :۔ تم میری صرف دنیا خراب کرو گے لیکن میں تمہاری آخرت خراب کر دوں گا۔

حجاج :۔ کس طریقہ سے قتل ہونا پسند کرتے ہو؟

سعید :۔ یہ تمہاری پسند کی بات ہے۔ بخدا! تم آج جس طریقہ سے مجھے قتل کرو گے آخرت میں اللہ تعالےٰ تمہیں اسی طریقہ سے قتل کرے گا۔

حجاج :۔ تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں؟

سعید :۔ معافی دینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ تمہیں معافی دینے اور بری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

حجاج :۔ (سپاہیوں سے) اسے لے جاؤ اور قتل کر دو۔

جب حضرت سعید دروازے سے نکلے تو ہنسنے لگے۔ حجاج کو پتہ چلا تو بلا کر پوچھا اب کیوں ہنسے؟ سعید نے جواب دیا۔ تمہاری دیدہ دلیری اور اس پر اللہ تعالےٰ کا عفو و حلم دیکھ کر تعجب ہوا۔

یہ سن کر حجاج نے چمڑا بچھانے کا حکم دیا جو بچھا دیا گیا۔ "اب اس کا سر قلم کر دو" حجاج نے کہا تلوار آبدار بے نیام دیکھ کر سعید بولے انی وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض

حنیفاً وما انا من المشرکین۔

حجاج نے کہا اس کا رخ قبلہ کی طرف سے ہٹا دو۔

حضرت سعید نے کہا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

حجاج نے کہا اسے منہ کے بل لٹا دو۔

حضرت سعید نے جواب دیا منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری

اب تو حجاج کا پارۂ غضب آخری نقطہ پر پہنچ گیا۔ اور چلا کر کہا "اسے ذبح کر دو"

حضرت سعید نے آخری بات یہ کہی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ میری اس شہادت پر گواہ رہو اب میرا اور تمہارا معاملہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہو گا۔ پھر کہا اے اللہ! میرے بعد اسے کسی شخص کے قتل پر مسلط نہ کر۔ پھر اسی بچھے ہوئے چمڑے پر اس مرد صالح کو ذبح کر دیا گیا۔ اس کے بعد حجاج چند روز زندہ رہا۔ رات کو خواب میں اپنے اس مجرمانہ قتل کے بھیانک مناظر دیکھ کر چونک چونک پڑتا۔ اور قریب سونے والے اکثر اسے یہ کہتے ہوئے سنتے۔

ہائے میں نے سعید کو کس جرم کی پاداش میں قتل کیا۔

رضی اللہ عن سعید وارضاہ فی الجنۃ وامر الحجاج الی اللہ!!